



سوال

(17) میلاد النبی کے سلسلے میں ایک علمی اور تحقیقی بحث

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل بجا بذکر ولادت نبوی، کے سلسلے میں مجالس منعقد ہو رہی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے لیکن جس طریقہ سے یہ مجلس منعقد ہوتی ہیں اور جو حالات و واقعات ان میں بیان کئے جاتے ہیں معلوم نہیں جناب اس کے متعلق کیا فرمائیں گے لیکن ہم انگریزی خوانوں کی جماعت اس قسم کی داستانوں کو کسی طرح نہیں قبول کر سکتی اور نہ کوئی صاحب عقل سلیم ان کو صحیح تسلی کر سکتا ہے آپ ہمیشہ انگریزی خوانوں کو الحاد و تفریح اور مذہبی غفلت کا الزام دیا کرتے ہیں اگرچہ جس موثر انداز اور صلحانہ طریق پر آپ سمجھا کرتے ہیں اس سے ہم کو ذرا بھر ملال نہیں ہوتا بلکہ آپ کے ارشادات کو اپنے لئے موجب سعادت سمجھا کرتے ہیں لیکن خدا کے لئے اس بارے میں تو ہماری تشفی فرمائیے کہ آیا یہ واقعات صحیح ہیں اور مستند کتابوں میں ان کا ثبوت ملتا ہے اور ان میں شک کرنا نیچریت اور لامذہبیت تو نہیں مثلاً یہ کہ (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن آتش کہہ ایران ٹھنڈا ہو گیا قصر نوشیر واں کے کنگرے گر گئے خانہ کعبہ کے بت اوندھے ہو گئے (۲) جب حضرت کی ولادت کا وقت قریب آیا تو ایک مرغ سفید نمودار ہوا اور حضرت آمنہ کے پاس آیا نیز اس شب کو تمام جانوروں اور پرندوں نے گفتگو کی (۳) حضرت مریم اور حضرت آسیہ کا ولادت سے پہلے حضرت آمنہ کے پاس آنا اور بشارت دینا (۴) ولادت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر کے لیے غائب ہو گئے اور پھر کسی نے ہشتی کپڑوں میں لاکر رکھ دیا (۵) آپ کی ولادت کے دن سورج کی روشنی بہت تیز ہوگی اور کئی قسم کی روشنیاں فضائے آسمان میں نمودار ہو گئیں اور مختلف آوازیں سنائی دیں اور اس پر بھی اگر آپ روشنی ڈالیں کہ ان مجالس کی تاریخی حقیقت کیا ہے اور علماء سلف کی اس کے متعلق کیا رائے ہے تو بڑی عنایت ہوگی۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

آپ کا جوش ایمانی اور جذبہ تلاش حقیقت اور فکر اصلاح میرے نزدیک نہایت قابل قدر ہے آپ اس کو نیچریت اور لامذہبیت سے تعبیر کریں یا اسلام کی سادہ اور صحیح تعلی کی تلاش بنجو کی مبارک سعی سے تعبیر کریں میرے نزدیک بلاشبہ آپ کی یہ مساعی سخی تحسین اور لائق تشکر ہیں اس میں شک نہیں کہ آپ نے ایک نہایت اہم اور ضروری بحث ہضمی دی ہے ان تمام ضعاف اور موضوع روایات کی تحقیق و تدقیق اور علماء سلف کے اقوال کے لئے تو ایک بسط کتاب کی ضرورت ہے اور اس کی گنجائش جہاں کم ہے لیکن تاہم کوشش کروں گا ضروری معلومات پیش کروں گا۔ (وحوالی التوفیق)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی آپ کے اخلاق حسنہ کا ذکر اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا یقیناً ایسا فعل ہے کہ اس سے بڑھ کر مسلمانوں کے لیے سعادت دارین کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا لیکن افسوس ہماری قومی بدبختی یہی نہیں ہے کہ دینی اشغال بظاہر قائم نہیں رہے اور مذہبی اعمال کا خاتمہ ہو گیا ہے بلکہ ہمارے تنزل اور ادبار کے معنی ہیں کہ



حقیقت غائب ہوگئی ہے اور روح اسلام مفقود ہوگئی ہے مجھے یہ شکوہ نہیں کہ مسجدیں اجرگتی ہیں کیونکہ کتنے جھاڑو اور فانوس ہیں جن سے مسجدیں بقیعہ نور بنائی جاتی ہیں لیکن رونایہ ہے کہ نماز کی حقیقت اور عبادت کی روح مفقود ہوگئی ہے افسوس حقیقت تو مفقود ہے اور محض رسمی تفریب کے مناظر ہر جگہ آپ کو نظر آئیں گے امراء نے اس کو اپنی نمائش اور ریاء دولت کا ایک ذریعہ بنالیا ہے اور مسجد کے اماموں و اعظموں اور قصہ خوانوں نے اپنی معاش کا ایک وسیلہ بنالیا ہے۔ اور عوام اپنی بے بضاعتی اور جہالت کی وجہ سے ان کے دام میں مبتلا ہو گئے (ابا اللہ وانا الیہ راجعون)

ضعیف روایات اور اصول نقد و حرج

جن روایات یا حکایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے استفار کیا ہے اس کے متعلق تو بعد میں عرض کروں گا۔ لیکن ان روایات کے قبول و عدم قبول کے متعلق جن خیالات کا آپ نے ضمناً اظہار کیا ہے اس کو پہلے لیتا ہوں اور افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ مجھے اس سے قطعاً اتفاق نہیں میں اس کو ایک خطرناک اصولی غلطی سمجھتا ہوں جس میں آج کل کے مدعیان تحقیق اور رہروان جاہد تطبیق عقل و نقل میں مبتلاء ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ہم انگریزی خوانوں کی جماعت اس کو کسی طرح نہیں قبول کر سکتی اور نہ کوئی صاحب عقل سلیم ان روایات کو قبول کر سکتا ہے مجھے اجازت دیجئے کہ جو اب گزارش کروں کہ روایات تو یقیناً صحیح نہیں ہیں لیکن یہ اصول بھی کب صحیح ہے کہ جو بات آپ کی عقل میں نہ آئے وہ لکیر غلط اور باطل ہے آپ کو بے شک یہ حق حاصل ہے اور آپ بوجھ سکتے ہیں کہ یہ روایات اصول نقد و حرج کے ماتحت کہاں تک صحیح اور قابل قبول ہیں اور میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ صرف اتنا بوجھ لینا ہی آپ کے حصول مقصد کے لیے کافی ہے لیکن یہ کہاں کا اصول تحقیق اور معیار حق و باطل ہے کہ کسی واقعہ کی صحت کے لیے پہلی شرط آپ کی عقل کی تصدیق ہے میں اس لیے آپ سے مگر عرض کر رہا ہوں کہ آج کل بے تکلف اسی قسم کے جملے مدعیان تطبیق عقل و نقل کہہ دیا کرتے ہیں مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کس قدر خطرناک راستہ کی طرف وہ اقدام کرتے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہی وہ سرحد ہے جہاں سے جماعت اہل حدیث کو آج کل کے مصلحین اور مدعیان تطبیق عقل و نقل سے الگ ہو جانا پڑتا ہے ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ جس حدیث اور روایت کو لپٹنے خود ساختہ معیار عقلی سے ذرا بھی الگ پاتے ہیں معاً اس سے انکار کر دینے کے لیے بے چین ہو جاتے ہیں اور پھر اس انکار محض کو تطبیق معقول و مستقول کے مرعوب کن الفاظ سے تعمیر کرتے ہیں (فیاض علی ما فطنانی جناب اللہ)

قصص و حکایات کتب میلاد

آپ نے روایات کے متعلق استفار کیا ہے ان میں سے ایک بھی واقعہ ایسا نہیں جو اصل حدیث یا فن روایت کی بنا پر صحیح تسلیم کیا جاسکے یا جس کو کتب معتبرہ محدثین میں روایت کیا گیا ہو صحاح ستہ ان قصص و حکایات سے بالکل خالی ہے عام مسانید اور مصنفات مشورہ میں بھی کوئی قابل استدلال روایت نہیں حافظ سیوطی نے مجمع البحار میں جمع احادیث کا پورا پورا التزام کیا ہے لیکن ان روایات میں اس کا کہیں پتہ نہیں چلتا کنز العمال میں آپ کی ولادت کے متعلق ایک مستقل باب موجود ہے مگر وہ نہایت مختصر ہے اور ان روایات کا کہیں ذکر نہیں کنز العمال کے باب الفضائل من قسم الافعال میں دلائل و اعلام نبوت کے عنوان کے تحت دو تین طویل روایتیں ابن عساکر وغیرہ سے لے کر درج کی گئی ہیں جو بکسر ضعیف و موضوع ہیں اور مجمل راویوں سے مروی ہیں تاہم ان میں بھی ان واقعات و ولادت کا کہیں پتہ نہیں پس دراصل ان قصص کا سرچشمہ وہ تین طویل حدیثیں ہیں جن کو حافظ ابو نعیم اصفہانی نے دلائل میں عمرو بن قیثمہ ابن عباس اور خود حضرت عباس کی نسبت سے روایت کیا ہے اور یہی وہ روایات ہیں جن کے آگے چل کر قصہ خوانوں اور مجلس آراد اعظموں نے اپنی گرمی مجلس کے لیے استقیال کیا اور پھر آہستہ آہستہ تمام قصص و حکایات و کتب سیر متاخرین میں داخل ہو گئیں شیخ جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ کی پہلی روایت میں ان تینوں روایات کا ذکر کیا ہے ہر روایت ایک پورے صفحے کی ہے اور انہیں نقل نہیں کر سکتے لیکن ان کے ابتدائی جملے نقد و حرج کے سلسلہ میں آجائیں گے بہر حال یہ تینوں روایتیں قطعاً بے اصل ہیں بوجہ ذیل۔

(۱) حافظ ابو نعیم اصفہانی پانچویں صدی کے بزرگ ہیں ان کی منزلت اور جلالت مرتبت سے انکار نہیں لیکن اس کو کیا کہجئے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی نسبت مسلم ہے کہ فضائل و معجزات میں رطب یا بس اور ضعیف و موضوع ہر طرح کی حدیثیں درج کر دیا کرتے ہیں اور ایسے لیے امام ابن تیمیہ کو قاعدہ جلیلہ میں ان کی تصنیفات کے متعلق لکھنا پڑا (وفیما احادیث کثیرة قوية صحیحة وحسنه و موضوعه و کذا لک ما یرویه فی فضائل الخلفاء فی کتاب مفرد اول حلۃ لاولیاء)



ترجمہ: اس میں بہت سی حدیثیں ہیں جو قوی و صحیح اور حسن ہیں اور بہت سی موضوع ہیں یہی حال ان احادیث کا ہے جو ابو نعیم نے خلفاء کے فضائل میں بصورت ایک کتاب مستقل کے روایت کی ہیں حلیہ لا اولیاء کے ابتداء ہیں۔ حافظ ابو نعیم کے اس تسامیل موضوعات پر سکوت اور جمع روایات میں عام بے احتیاطی کی شکایت صرف علامہ موصوف ہی کو نہیں بلکہ اسی قسم کی رائے حافظ ذہبی نے میزبان میں ظاہر کی ہے حافظ ابو نعیم اور ان کے معاصرین منہ کے باہمی طعن و قدح کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(لا قبل قول کل منخانی الاخر وھما عندی مقبولان لا اعلمہ ذنبا کبر من رواہتما الموضوعات ساکتین علیہا)

ترجمہ: میں ان دونوں میں سے کسی کے طعن کو دوسرے کے حق میں قبول نہیں کرتا میرے نزدیک دونوں مقبول ہیں مجھے تو ان دونوں کا گناہ اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں معلوم کہ وہ موضوع روایات نقل کرتے ہیں اس کے متعلق خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔

۲۔ اب ان روایات پر نظر ڈالے ان میں سب سے پہلی روایت عمرو بن قتیبہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور وہ بہت بڑے عالم تھے ان کے والد بڑے عالم سہی لیکن یہ نہیں معلوم کہ انہوں نے یہ واقعات کیونکہ معلوم کئے اور کس کے واسطے سے یہ نقل کر دیے ہیں کیونکہ یہ خود تو توحیح تابعین کے طنے والوں میں سے ہیں اور باصلاح حافظ ابن حجر دوسوں طبقہ کے راویوں میں سے ہیں نہ صرف یہ بلکہ ذکر ولادت کی اکثر روایتیں منقطع ہیں یعنی واقعہ تک راوی کا سلسلہ نہیں پہنچتا لیکن یہ روایت منقطع روایات میں بھی بدترین منقطع ہے دوسری روایت کے راوی اول حضرت ابن عباس ہیں لیکن اس کے بعد اس روایت میں سلسلہ روایات کا کچھ پتہ نہیں کہ کون کون ہیں جن کے واسطے سے ابن عباس سے روایت کی گئی ہے تیسری روایت میں خود تصریح کر دی ہے و اخرج ابو نعیم بسند ضعیف لیکن ضعیف روایت پر ہی قناعت نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ روایت سرے سے موضوع ہے خود حضرت ابن عباس ہیں اور شروع حدیث میں بطور جملہ معترضہ فرماتے ہیں

لما ولد اخی عبد اللہ وھو اصغرنا۔

میرا بھائی عبد اللہ پیدا ہوا اور وہ تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا یہی جملہ اس روایت کے کذب و موضوع ہونے پر اندرونی شہادت ہے کیونکہ یہ مسلمات میں سے ہے کہ حضرت عبد اللہ والد بزرگوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس بڑے تھے نہ کہ چھوٹے: حضرت ابن عبد البر استیعاب میں فرماتے ہیں (وکان العباس اسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسنتین وقیل بثلاث سنتین) (ج ۲ ص ۲۹۷)

جب خود حضرت عباس کی عمر آنحضرت سے صرف دو تین برس زیادہ تھی تو آپ کے والد عبد اللہ سے کیونکہ بڑے ہو سکتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جس احمق نے یہ روایت گھڑ کر حضرت عباس کی طرف منسوب کی ہے وہ اتنا بھی نہیں جانتا تھا کہ عباس بڑے ہیں یا عبد اللہ اور یا جانتا ہوگا لیکن روایت کو معتبر بنانے کے لیے قضا یہ ٹکڑا داخل کر دیا کہ معلوم ہو کہ حضرت عباس کے سلمنے یہ واقعہ ولادت پیش آیا اور اس وقت وہ لچھے خا سے جوان تھے (۳) لیکن ان سب سے بڑھ کر ایک قطعی شہادت جو ان روایات کے موضوع ہونے کا آخری فیصلہ کر دیتی ہے یہ ہے کہ خود حافظ سیوطی خصائص کبریٰ میں تینوں روایات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ (ھذا الاثر والاثران قبلہ فیما نکارہ شدیدۃ ولم اور دنی کتابی ہذا شد نکارۃ منها ولم لیکن نفسی تطیب بایرادھا لیکنی تبعث الحافظ ابو نعیم فی ذلک رجد)

ترجمہ: یہ روایت اور اس سے قبل کی جو دو روایتیں ہیں ان میں سخت انکار قباحت ہے اور اس سے زیادہ منکر روایتیں میں نے اپنی کتاب میں نقل نہیں کیں اور میرا دل ان کے نقل کرنے میں خوش تو نہ تھا لیکن میں نے محض حافظ ابو نعیم کی متابعت کرتے ہوئے ایسا کر دیا ہے حافظ سیوطی ہر طرح کی رطب اور باس اور ضعیف اور موضوع روایات کے جمع کرنے میں مشور ہیں لیکن ان روایات کی لغویت کا یہ حال ہے کہ وہ بھی بین سہہ تسامیل چپ نہ رہ سکے اور بے اختیار ہو کر انکار شدید ظاہر کیا اور روایات کے درج کرنے کی معذرت کی لیکن حافظ سیوطی کا یہ اقرار دلچسپ ضرور ہے کہ میں ہر طرح کی داہمی اور منکر روایتیں لوگوں کے ابتاع کے خیال سے درج کر دیتا ہوں جو لوگ مناقب و فضائل کے بیان کرنے میں اس قسم کے مصنفین پر اعتماد کر لیا کرتے ہیں ان کے لیے حافظ سیوطی کی اس عبارت میں بہت بڑا درس عبرت موجود ہے کاش کہ وہ اس سے سبق حاصل کر سکیں جو تھی روایت:

ان روایات کی بحث میں اکثر سوالات کا جواب آ گیا ہے لیکن ابھی ایک اور روایت باقی ہے اس سے جو تھی روایت میں آتشکدہ ایران کے بچھ جانے قصر نوشیرواں کے کنگوروں کے کرنے اور کابنوں کے پراسرار عجائب و اظہارات کا ذکر ہے یہ روایت پورے دو صفحہ کی ہے سیوطی نے نخصائص میں اور حافظ ابو نعیم نے دلائل میں اس کو درج کیا ہے جس کا خلاصہ



یہ ہے کہ آنحضرت کی ولادت کی رات کسریٰ کے الموان میں زلزلہ محسوس ہوا اور اس کے چودہ کنٹورے کنگے ایران کی وہ آگ جو ہزار سال سے نہیں بجھی تھی اور اس روز بجھ گئی بحیرہ سادہ خشک ہو گیا نوشیرواں نے وزراء اور مصاحبوں سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے بھی خواب میں دیکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں کوئی انقلاب ہوگا وغیرہ وغیرہ لیکن یہ روایت بھی قطعاً ناقابل اعتبار ہے اس کو روایت کرنے کے بعد حافظ سیوطی لکھتے ہیں (قال ابن عساکر حدیث غریب لالنعرفه الامن حدیث ابن مخزوم عن ابیہ تفرده ابوالبوب) (النجلی جلد ۱ ص ۵۱)

ترجمہ: ابن عساکر نے اس کی نسبت کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے جس کو سوائے ابن مخزوم کے اور کسی نے روایت نہیں کیا ہے غرض اس قسم کی جس قدر روایات ہیں وہ موضع منکر منقطع اور غریب ہیں اور یہی روایات بلغیر قلیل و محزن و اضافہ فضائل اور مناقب کی کتابوں میں ملتی ہیں جن کی بنیاد انہی روایات پر ہے افسوس کہ حافظ ابو نعیم اور سیوطی اور ان جیسے دوسرے بزرگوں کی بے اعتنائی تساہل بے احتیاطی اور جمع روایات کی خواہش نے آج اسلام کو شرمندہ نھیار اور ہدف طعنہ مخالفین بنا دیا اور خود مسلمانوں کی نو تعلیم یافتہ جماعت کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کا سامان مہیا کر دیا فقط

اخبار الاعتصام جلد نمبر ۱۶

مطابق ۲۱، اگست ۱۹۶۲ء: نمبر ۳۳ بحوالہ اخبار توحید امرتسر ۳۵/۳۶

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 09 ص 66-73

محدث فتویٰ